برصغیر میں سیرت نگاری
(مقامی زبانوں میں غیر مسلم مصنفین کی تصانیف)

ممتاز لیاقت

برصغیر پاک و ہند کی مختلف زبانوں اور مختلف بولیوں میں غیر مسلم ادیبوں، شاعروں، سیاستدانوں صحافیوں اور لوک فنکاروں نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت و شان اور مقام و مرتبہ کا جس کھلے دل سے اعتراف کیا ہے اور آپؐ کے حضور جس جس انداز میں گلہائے عقیدت پیش کئے ہیں ابھی تک اس بارے میں پوری جامعیت سے نہ کسی نے لکھا ہے اور نہ ہی اس کی کوئی جامع .ببلوگرافی مرتب ہو سکی ہے اور نہ ہی یہ کام اتنا سہل ہے کہ ایک نشست میں اس کا جائزہ لیا جا سکے۔ بہرحال یہ اس سمت ایک حقیر سا قدم ہے۔

آیئے سب سے پہلے برصغیر کے مختلف مذاہب کا اس حوالے سے جائزہ لیتے ہیں، قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ "روئے زمین کی کوئی ایسی قوم نہیں جس میں کوئی (نبی) ڈرانے والا (نذیر) نہ آیا ہو" و ان من امتہ الا خلافیھا نذیرا ---- اور یہ کہ "ولکل امتہ رسول" ہر امت میں اللہ نے اپنا رسول بھیجا ہے (سورہ یونس ـ ۴۷)

چنانچہ برصغیر پاک و ہند کے قدیم ترین مذاہب بدھ مت اور ہندو مت کے ماننے والوں کے دعوؤں سے قطع نظر بعض مسلمان علمائے کرام اور ارباب تحقیق بھی انہیں الہامی مذاہب تسلیم کرتے اور ان کی مذہبی کتب وید وغیرھم کو آسمانی کتب قرار دیتے ہیں (یہ بات الگ ہے کہ مرور زمانہ کے ساتھ ان میں بھی بے حد تغیر و تبدل اور ترمیم و تحریف ہوئی ہے)۔ اور ان بزرگوں میں شاہ ولی اللہ محدث دھلوی کے ہم عصر علامہ مظہر جانجاناں (۱) شاہ عبدالعزیز دھلوی (۲) مولانا عبدالحئی لکھنوی اور مظاہر العلوم سہارنپور کے مولانا محمد یحییٰ (۳) جیسے جید علمائے کرام شامل ہیں۔ جبکہ دور جدید کے بعض ارباب تحقیق نے یہ تصور پیش کیا ہے کہ "عین ممکن ہے کہ قرآن مجید

میں صحف اولیٰ اور زبر الاولین کے الفاظ سے جن صحائف سماوی کا تذکرہ ہے وہ یہی وید ہوں"
(۴) صحف اولیٰ اور زبر الاولین کے معنی بالترتیب "سب سے پہلے صحیفے" اور "سب سے پہلے بکھرے ہوئے اوراق" اور ان کے سنسکرت مترادف الفاظ "آدگرنتھ" اور "آدگیان" ہیں اور دنیا میں صرف ہندو ہی ایسی قوم ہیں جو اپنی مذہبی کتابوں کے آدگرنتھ اور آدگیان ہونے کے مدعی ہیں' ان جدید ارباب تحقیق کے نزدیک ویدوں کی تعلیمات کو سامنے رکھا جائے تو ان میں اسقدر ترمیم و تحریف کے باوجود ایسی تعلیمات وافر ہیں جو قرآن مجید اور دیگر سماوی کتب کی تعلیمات سے ملتی ہیں۔
اس لئے عین ممکن ہے کہ یہی وید وہ صحائف سماوی ہوں جو حضرت نوحؑ کو عطا کئے گئے ۔ ان ویدوں میں دیگر باتوں کے علاوہ انبیاء میں سے صرف حضرت آدمؑ اور حضرت نوحؑ اور ایک جگہ طوفان نوحؑ کا تفصیلی ذکر ملتا ہے ۔ جس سے یہ نتیجہ اخذ کیا گیا ہے کہ یہ صحائف نوحؑ ہیں (۵) ۔ یوں بھی یہ کہا جاتا ہے کہ حضرت نوحؑ کو دو صحیفے دیئے گئے تھے ایک طوفان سے قبل اور ایک طوفان کے بعد۔

ہندوؤں کی مذہبی کتب وید' اپن شد پران اور سمرتیان وغیرہ ہیں' ویدوں کو الہامی اور سماوی قرار دیا جاتا ہے ۔ جبکہ دوسری کتابوں کو براہمن گرنتھ بھی کہا جاتا ہے ۔ ان کی حیثیت ویدوں کی تفسیر اور توضیحی کتابوں کی ہے اور وہ مختلف رشیوں سے منسوب ہیں (۷) ہندو عقیدے کے مطابق ویدوں کے الفاظ میں ردوبدل جائز اور ممکن نہیں کہ یہ الہامی ہیں البتہ براہمن گرنتھوں کے مطالب الہامی ہیں الفاظ رشیوں کے اپنے ہیں اس لئے ان کے الفاظ میں ایسی تبدیلی کہ مفہوم نہ بدلے قابل گرفت نہیں ہے ۔ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ ہندو مت بذات خود کوئی مذہب نہیں بلکہ یہ اصطلاح ویدک دھرم کے لئے ہندوستان کی نسبت سے کسی بعد کے دور میں اختراع کی گئی ۔ ورنہ اس مذہب کو اولا "سناتن دھرم" سدا سے سیدھا چلا آیا ہوا مذہب) یا "شاشوت دھرم" (آسمان سے زمین تک سیدھا انے والا دھرم) یعنی دین فطرت کہا جاتا تھا۔ گیتا میں اس کے لئے "سو دھرم" اور سو بھاو نیت دھرم" کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں جو دین فطرت کے مترادف ہیں۔

وید اگرچہ آجکل چار ہیں لیکن ہندوؤں کے نزدیک اصل وید ایک تھا ' اس لئے آج بھی اکثریت کے نزدیک چاروں میں سے اصل ایک ہی ہے ' بعض حلقے اس اصل وید کو چار حصوں میں تقسیم شدہ سمجھتے ہیں اور یہ ہیں رگ وید ' سام وید ' یجروید اور اتھرو وید ۔ اول الذکر ویدوں کو "ترے ودھیا" یعنی تین علوم بھی کہا جاتا ہے اور ہندو جرمانی تہذیب کی قدیم ترین یادگار سمجھا جاتا ہے ۔ اتھرو وید تینوں ویدوں کا مجموعہ ہے ۔ یہ کہاں مدون ہوئے اور کس نے ترتیب دیئے ؟ اس بارے میں اختلافات سے قطع نظر اکثر محققین انہیں چار ساڑھے چار ہزار سال پرانے بتاتے ہیں ' جو حضرت نوحؑ اور حضرت ابراہیمؑ کا زمانہ ہے اور جس طرح بائیبل کا ماخذ الواح بابل ہیں اسی طرح ویدوں کی اندرونی شہادت سے پتہ چلتا ہے کہ اتھرو وید صحیفہ ابراہیمؑ کی نقل ہے اور رگ وید ' سام وید اور یجر وید ' صحائف نوح سے ماخذ ہیں بنارس ہندو یونیورسٹی کے استاد ڈاکٹر پران ناتھ نے اپنے ایک طویل تحقیقی مضمون میں یہ ثابت کیا ہے کہ رگوید کا ۱/۵ حصہ صحائف بابل سے نقل کیا گیا ہے (۷) راسخ العقیدہ ہندوؤں کے نزدیک وید دیوبانی (کلام الٰہی) اور برھما کا نج گیان (خدا کا ذاتی علم) ہے جو صدیوں سے پنڈتوں کے سینہ بہ سینہ چلا آرہا تھا جسے سب سے پہلے عیسائی محقق میکس ملر نے بیس سال کی انتھک محنت اور سینکڑوں پنڈتوں کی مدد سے مقدس کتاب کی موجودہ صورت میں مدون کیا (۹) اور عیسائی محقق ڈیو بائیس کے مطابق "نقل کرنے والوں کی لاپرواہی یا جہالت کی وجہ سے ان میں بڑی تعداد میں غلطیاں در آئی ہیں اور مضامین خلط ملط ہو گئے ہیں" (۱۰) لیکن اس سب کچھ کے باوجود ان میں سرور کائناتؐ کی تشریف آوری سے متعلق متعدد پیشگوئیاں اور بشارتیں موجود ہیں اس ضمن میں بعض ارباب تحقیق نے ویدوں کی داخلی شہادتوں کے حوالے سے یہ بھی ثابت کیا ہے کہ جس طرح توریت و انجیل میں سرور کائناتؐ کے لئے "فارقلیط" (PARACLET) کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کے معنی "تعریف کیا گیا" ہیں اسی طرح ویدوں میں "محمد" کے ہم معنی اور مترادف لفظ "نراشس" کا استعمال ہوا ہے ' سنسکرتی لفظ نراشس کے معنی

بھی "تعریف کیا گیا" اسی ہیں اس طرح ویدوں میں آپ کے عالم ارواح میں معروف نام "احمد" کے لئے "احمت" لکھا ہے کہ سنسکرت میں بالعموم دکوت سے بدل دیتے ہیں جبکہ "روح احمد" کو اگنی کہا گیا ہے جو رب کریم کا صفاتی نام بھی ہے (۱۱)

ویدوں کے انگریزی مترجم گرفتھ نے رگ وید کے منترا۔ ۱۰۶۔ ۴ کا ترجمہ کرتے ہوئے فٹ نوٹ میں لکھا ہے کہ "نراشس (محمد) اگنی کا پر اسرار نام ہے' ویدوں کے مطابق اگنی' ایشور (رب کریم) کا صفاتی نام ہے جو دراصل اگرنی ہے جس کا مطلب ہے " سب سے اول " چنانچہ جس طرح رب تعالٰی نے قرآن مجید میں اپنے بعض صفاتی نام مثلاً" رؤف الرحیم اپنے محبوب (سرور کائنات) کے لئے استعمال کئے ہیں۔ اسی طرح ویدوں میں ایشور کا صفاتی نام نراشس کے لئے استعمال ہوا ہے۔ مثلاً" ہم اگنی کو دوت (پیغمبر رہنما) چنتے ہیں (۱۲) اگنی راز ہے اس راز کی تحقیق ریگستانی امت کے لوگ کریں گے (۱۳) اور "اگنی کا راز پانے کے لئے سب سے بعد والی مشعل (قرآن مجید) کو سب سے پہلی مشعل (غالباً" وید) کے اوپر رکھنا پڑے گا" (۱۴) یعنی وید کا مطالعہ جب قرآن کی روشنی میں کیا جائے گا تو دنیا اگنی کی حیثیت پالے گی۔ آیئے اب اگنی کے حوالے سے ویدوں کی چند بشارتیں ملاحظہ فرمائیں۔

"اے اگنی (اے روح احمد) منو (حضرت نوح) آپ کی رسالت کی تصدیق کرتے ہیں" (۱۵) "اے اگنی (اے روح احمد) ہم آپ کو منو(نوح) ہی کی طرح پیغمبر داعی اور مذہبی علوم سکھانے والا مانتے ہیں (۱۶) "اے روح احمد! نوح نے آپ کا نور تمام نسل انسانی میں پھیلا دیا ہے " (۱۷)

اتھرو وید کی پیشگوئی

اتھرو وید کے بیسویں باب کے کچھ ذیلی باب جنہیں کنتاپ سوکت کہا جاتا ہے' ہر سال بڑے یگیوں (بھاری اجتماعات) میں دھرائے جاتے اور قربانیاں دی جاتی ہیں ' کنتاپ کے ایک معنی "مشکلات و مصائب کا مداوا کرنے والا" کے ہیں چنانچہ ایسے تمام منتروں کو جن میں دنیاوی مصائب

سے نجات کا ذکر ہے "کتاپ سوکت" کہا گیا ہے اسلام کا پیغام اور سرور کائنات کی تعلیمات چونکہ دنیا کی تمام مصیبتوں سے نجات کا ذریعہ اور بنی نوع انسان کے لئے رحمت و برکت ہیں اس لئے کتاپ سوکت کو "اسلام" یا "پیام امن و سلامتی" کے ہم معنی قرار دیا جا سکتا ہے کتاپ کے دوسرے معنی "پیٹ کی پوشیدہ گلٹیاں" ہیں ' ان منتروں کو کتاپ غالباً" اس لئے کہا گیا کہ ان کے راز آئندہ زمانے میں کھلنا تھے ان منتروں کے مطابق یہ راز "ناف زمین" سے متعلق بتایا گیا ہے اور الہامی کتب میں "ناف زمین" اور "ام القریٰ" مکہ کو کہا گیا ہے ویدوں کے شارحین پروفیسر میکس مل' بلوم فیلڈ اور پنڈت راجہ رام وغیرہ نے انہیں معمہ اور پہیلیاں ہی قرار دیا ہے لیکن یہ پہیلیاں 'یہ راز اب واضح ہو چکے ہیں ملاحظہ فرمائیے اتھرو وید کے بیسویں باب کا ۱۲۷ واں سوکت ---------------------

"لوگو! اس بشارت کو توجہ اور احترام سے سنو' نراشس' استوشیات - (یعنی دنیا محمدؐ کی تعریفوں سے گونج اٹھے گی' سنسکرت میں نراشس سے مراد "ایسا شخص ہے جس کی لوگوں میں بہت تعریف کی جائے" اور یہی معنی محمدؐ کے ہیں) ہم اس کورم (مہاجر' داعی امن و سلامتی) کو ساٹھ ہزار ۹۹ رشاس (دشمنوں) سے اپنی پناہ میں لیں گے (ابن اثیر وغیرہ کے مطابق وقت ہجرت مکہ کی آبادی ساٹھ ہزار کے لگ بھگ تھی) اس کی رتھ کو جس میں وہ اپنی بیویوں سمیت سوار ہو گا' اونٹ کھینچیں گے اور اس کی عظمت آسمانوں کو بھی جھکا دے گی (غالباً" واقعہ معراج کی طرف اشارہ ہے۔ قرآن مجید میں ہے "اور وہ آسمان کے بلند کنارے پر تھا۔ پھر نزدیک ہوا اور جھک گیا جہاں تک دو کمانوں کے برابر یا اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا (سورہ نجم ۔ ۷ تا ۹) --- اور ہم مامح کو سو طلائی دینار ' دس مالائیں ' تین سو گھوڑے اور دس ہزار گائیں عطا فرمائیں گے " (۱۸)

محولہ بالا آخری منتر میں رسول اللہ کے لئے نراشس کے بجائے مامح کا لفظ استعمال ہوا ہے لفظ مح کے معنی تعریف کیا گیا' عزت و تکریم کیا گیا' بلند کیا گیا کے ہیں (۱۹) اور لفظ ما دراصل مہا کی ہی ایک شکل ہے' جس کے معنی "بہت زیادہ" کے ہیں گویا مامح کے معنی "بہت زیادہ تعریف کیا

گیا" ہوئے اور یہی معنی لفظ "محمدؐ" کے ہیں' ویسے بھی سنسکرت میں اسلامی ناموں کی شکل اکثر تبدیل کر دی جاتی ہے جیسے محمود غزنوی کو ممود گجنوی (MAMUD GAJNAVI) لکھا جاتا ہے۔

ان منتروں کی وضاحت میں پنڈت وید پرکاش اپا دھیائے نے اپنی کتاب "نرا شنس اور انتم رشی" میں بڑی تفصیل سے لکھا ہے اور ثابت کیا ہے کہ ان میں استعاراتی و تمثیلی زبان استعمال کی گئی ہے آخری منتر کے بارے میں ان کا کہنا ہے کہ اس میں سو طلائی دینار سے مراد اصحاب صفہ ہیں جن کی تعداد سو تھی' (اے ۔ ایچ ودیا رتھی اس سے وہ سابقون الاولون' مراد لیتے ہیں جنہوں نے حبشہ کو ہجرت کی روایات کے مطابق دوسری ہجرت حبشہ میں شامل صحابہ و صحابیات کی تعداد ۱۰۰ یا ۱۰۱ تھی) ۔ دس سرجہ یا دس مالاؤں سے مراد عشرہ مبشرہ اور تین سو عروہ' (عربی گھوڑوں) سے مراد اصحاب بدر ہیں' گئو کا مادہ گاؤ ہے جس کے معنی جنگ کے لئے نکلنا' کے ہیں' اور گائے کو اس لئے گئو کہا گیا ہے کہ آریاؤں کی اکثر جنگیں دشمنوں سے گائیں چھیننے کے لئے ہوتی تھیں اسی حوالے سے بیل کو فتح کی علامت قرار دیا گیا تھا' نیز روایت ہے کہ رسول اکرمؐ نے میدان احد میں خواب میں گایوں کو ذبح ہوتے دیکھا جس کی تعبیر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس غزوہ میں میرے بعض اصحاب شہید ہو جائیں گے' اس حوالے سے منتر میں دس ہزار گایوں کا اشارہ ان دس ہزار قدسی مجاہدین کی طرف ہے جو فتح مکہ کے وقت سرور کائناتؐ کے ساتھ تھے۔

اتھرو وید کے اس سوکت کے اگلے منتر بھی سرور کائناتؐ کے بارے میں بشارتوں کی حیثیت رکھتے ہیں چوتھا منتر کچھ یوں ہے۔

"اے بہت زیادہ قابل تعریف (احمدؐ) سچ کو عام کرو' جس طرح پرندہ پکے ہوئے پھلوں کے درخت پر چہچہاتا اور اپنے رب کی تسبیح کرتا ہے تم بھی اپنے رب کی حمد وثنا کرو" (۲۰)

"اس منتر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ربھ (Rebh) کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کے معنی زیرک یا تعریف کے پل باندھنے کے ہیں' جبکہ ایک منتر میں پر یکشت (جو اقتدار

اعلیٰ کا مالک ہو) کا لفظ استعمال ہوا ہے۔

"پر یکشت بادشاہ کی سلطنت میں لوگ اسی طرح خوش و خرم اور خوشحال ہوں گے جس طرح کہ زرخیز کھیتوں میں فصل خوب ہوتی ہے۔" (اتھروید۔ ۲۰۔ ۱۲۷۔ ۸)

غزوہ احزاب کا ذکر۔

اب ذرا اتھروید کا کانڈ ۲۰ سوکت ۲۱ منتر ۶ ملاحظہ فرمائیے۔

"ست پتی! (صادقین کے رب!) تجھے ان سرور دینے والوں نے ورتروں (دشمن) سے جنگ میں دیرتا (اپنے بہادرانہ کارناموں) اور سوماسہ (مستانہ ترانوں) سے مسرور کیا۔ جب تو نے کاروے (حمد کرنے والے یعنی احمدؐ) نیز برشمشتے (عبادت کرنے والے یعنی عابد) کے دس ہزار دشمنوں کو اپراتی نی ورہیہ (بغیر مڈبھیڑ شکست دے دی)"

ملاحظہ ہو قرآن مجید کا ارشاد "اے پیغمبر! ہم نے تمہیں خیر کثیر عطا کیا ہے پس اسکے شکریہ میں اپنے رب کی نماز پڑھو اور اس کے نام کی قربانی کرو"۔ (القرآن۔ ۱۰۸۔ ۱ تا ۳)

اس منتر پر غور کیجئے اور قرآن مجید کو بھی سامنے رکھیئے جس میں صادقین صحابہ کرام کی یہی صفت بتائی گئی ہے قرآن مجید کی سورہ احزاب میں غزوہ خندق کے ذکر کے دوران میں صحابہ کرام کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے "ایمان لانے والوں میں سے وہ لوگ جو اللہ کے ساتھ اپنے وعدے میں سچے اترے" (۲۱) اور "اللہ صادقین کو ان کے صدق کا انعام دے گا" (۲۲) اور کیا یہ نہیں ہوا کہ غزوہ احزاب میں تین ہزار صادقین کے مقابلے سے دس ہزار کا لشکر عظیم جو ہر طرح لیس تھا مقابلہ کئے بغیر فرار ہو گیا اور اس کی وجہ اسی سوکت کے منترا تا ۵ اور ۷ اور ۸ میں بیان کی گئی ہے۔ جن کا حاصل یہ ہے کہ دشمن تند ہوا اور کڑک سے ڈر کر اندر دیوتا سے خوف کھا کر بھاگ گیا' رگ وید میں اندر کو رعد و کڑک اور تند ہواؤں کا دیوتا قرار دیا گیا ہے۔ (۲۳)

قرآن کریم نے کفار مکہ کی اس شکست کا نقشہ یوں کھینچا ہے۔

"اے لوگو! جو ایمان لائے ہو' اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو' جب تم پر لشکر آپہنچے' سو ہم نے ان پر ہوا کو اور ایسے لشکروں کو بھیجا جنہیں تم نہیں دیکھتے تھے اور اللہ اسے جو تم کرتے ہو دیکھتا ہے۔" (۲۴)

اتھرو وید کے اسی سوکت کے ۸ تا ۱۱ منتروں میں غزوہ احزاب کے دوران میں مدینہ کے یہودیوں کی معاہدہ شکنی اور اس کے نتیجہ میں یہودی قبائل بنی قریضہ 'بنی قینقاع اور بنی نضیر سے ہونے والی جنگوں کا تذکرہ ہے اور وید نے بھی بائیل کی طرح انہیں "رب کریم کے دھتکارے ہوئے" اور ناموچی یعنی مستوجب سزا قرار دیا ہے' جبکہ اگلے منتر میں فتح مکہ کا تذکرہ اس طرح کیا گیا ہے۔

"اے اندرا! (اے خدا) تو نے بیسیوں سرداروں اور ان کے ۶۰۰۹۹ حمایتیں کا جو آبندھو (ایک بے کس ویتیم) اور سبشراوا (تعریف کئے گئے' یعنی محمدؐ) سے لڑنے آئے تھے' تختہ الٹ دیا"۔

رگ وید کے کانڈ ایک سوکت ۵۳ کے منتر ۹ میں بھی اس پیشگوئی کو دھرایا گیا ہے جیسا کہ قبل ازیں بیان کیا جا چکا ہے کہ ابن اثیر وغیرہ کے مطابق ہجرت و فتح مکہ کے وقت مکہ کی آبادی ساٹھ ستر ہزار کے لگ بھگ تھی۔ حضرت موسیٰؑ نے فتح مکہ کی بشارت ان الفاظ میں دی تھی "وہ دس ہزار قدسیوں کے ساتھ آئے گا"۔ (۲۵)

اور حضرت سلیمان نے فرمایا تھا "دس ہزار آدمیوں کے درمیان جھنڈے کی مانند کھڑا ہوگا" (۲۶) جب کہ رگ وید میں ہے۔

"وہ ہدایت کی روشنی لے کر دس ہزار جانبازوں کے ساتھ پیش قدمی کرے گا تاکہ جہالت کے اندھیروں سے جنگ کرے۔ اندر دیوتا اسکی حفاظت کرے گا دنیا دیکھے گی کہ اسکے جانباز ساتھی ہتھیار ایک طرف رکھ کر فتح کے شادیانے بجانے لگیں گے۔ چاند اپنی پوری تابانی سے چمکنے لگے گا اور وہ برھا سپتی (خداوند کائنات) کی مدد سے بے خدا قبائل (کفار) کو مغلوب کرے گا" (۲۷)

ہندوؤں کے عقیدے کے مطابق اتھرو وید براھما (خالق) کا منہ ہے یجروید اس کا سر اور دماغ

'رگ وید دایاں بازو اور سام وید بایاں بازو جبکہ اپن شد اسکی روح ہیں۔ چنانچہ اتھرو وید کی طرح ہندوؤں کی دیگر مذہبی کتب میں بھی سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بشارتیں موجود ہیں چند ایک ملاحظہ فرمایئے۔

"احمت (احمد) تمام علوم کا سرچشمہ عظیم ترین شخصیت ہے وہ روشن سورج کی مانند اندھیروں کو دور بھگانے والا ہے اس سراج منیر کو پہچان لینے کے بعد ہی موت کو جیتا جا سکتا ہے اس کے سوا نجات کا اور کوئی راستہ نہیں ہے" (۲۸)

" احمد نے سب سے پہلی قربانی دی اور سورج جیسا ہو گیا " (۲۹)

(واضح رہے کہ قرآن مجید میں رسول اللہ کو سراجا" منیرا" یا چمکتا ہوا سورج کہا گیا ہے)

" احمد وہ ہیں جو لوٹتے ہیں تو روشن اور طاقت ور ہیرا ثابت ہوتے ہیں ' مخلوقات اور دولت کی حفاظت ہر پہلو سے کرتے ہیں اور بہترین نجات دھندہ ثابت ہوئے ہیں" (۳۰)

"اے نراشس (اے محبوب محمدؐ) میٹھی زبان والے'قربانیاں دینے والے میں آپ کی قربانیوں کو وسیلہ بناتا ہوں " (۳۱)

"میں نے نراشس (محمدؐ) کو دیکھا ہے سب سے زیادہ اولوالعزم اور سب' سے زیادہ عظیم' جیسا کہ وہ جنت میں ہر ایک کے سردار اور رہنما ہوں گے" (۳۲)

"عظیم نراشس (محمد) کی قوت میں اضافہ کے لئے اور پشان ؟ جو کہ عظیم حکمران ہے اس کے لئے ہم نعت بیان کرتے ہیں اے انتہائی کریم خدا'ہمیں مصیبتوں سے نجات دے اور دشوار گذار راستوں سے ہمارا رتھ پار کروا دے " (۳۳)

" احمد (احمت) نے اپنے پرماتما سے پر حکمت سندر آدرش (شریعت) سیکھا'سندر آدرش عقل و دانش سے بھرپور ہے میں نے اس سے اس طرح روشنی پائی جس طرح سورج سے حاصل ہوتی ہے " (۳۴)

" تبلیغ کر اے احمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تبلیغ کر جیسے پختہ پھل والے درخت پر پرندہ

چھپاتا ہے' تیری زبان ہونٹوں کے مابین قینچی کے دو پہلوؤں کی طرح چلتی ہے " (۳۵)

" سرور عالم جو دیوتا (نور' علی نور) ہے افضل البشر ہے ہادی کل اور سب طرف جس کی شہرت و عزت ہے اس کی اعلیٰ ثناء گاؤ (اس پر درود بھیجو)" (۳۶)

"اندر (اللہ تعالیٰ) نے اپنی حمد کرنے والے (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو جگایا اٹھ 'ادھر ادھر لوگوں کے پاس جا مجھ غالب ہی کی بڑائی بیان کر سب نیک تیری محنت کی داد دیں گے اور وہ (اللہ) سب نعمتیں تجھے دے گا"(۳۷)

مزید برآں رگ وید کے منترا - ۱۴۳ - ۱ میں رسول آخر کے لئے "سمدرا دوت عربن" کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں - ڈکشنری وشال نالندہ شد ساگر کے مطابق "س" کے معنی "ساتھ" مدرا کے معنی "مہر" اوعربن سے مراد ملک عرب ہے' جب کہ "ن" سنسکرت میں اکثر زائد ہوتا ہے اس طرح "سمدرا دوت عربن" سے مراد "پیغمبر عربی مہر کیساتھ" یعنی "خاتم النبین"" ہے - اسی طرح ویدوں میں آپؐ کے آسمانی نام احمدؐ اور زمینی نام محمدؐ کے ساتھ مقام محمود کا ذکر بھی ہے -

" جس اگنی کا وسیع و لا متناھی روپ کبھی ختم نہیں ہوتا اسے بغیر جسم والی روح کہتے ہیں (یہ مقام احمد کا ذکر ہے) جب وہ پیکر جسمانی میں ہوتے ہیں تب آسر (سب سے بعد میں آنے والا) اور نرا شس (محمد) کہلاتے ہیں' اور جب کائنات کو منور کرتے ہیں تو ماتر یشوا (محمود) ہوتے ہیں ' اور اس وقت وہ ہوا کی طرح روحانی ہوتے ہیں " (۳۸)

" اگنی کا پہلا ظہور سورگ لوک (جنت کی دنیا) میں بجلی (نور) کی شکل میں ہوا' ان کا دوسرا ظہور ہم انسانوں کے درمیان ہوا تب وہ جات وید (یعنی پیدا ہوتے ہی علم رکھنے والا مراد "امی" کہلائے) ان کا تیسرا ظہور جل (ویدوں میں جل روحانیت کی علامت ہے) میں ہوا - انسانوں کی فلاح کا کام کرنے والے ہمیشہ ضوفشاں رہتے ہیں ان کی مدح کرنے والے ہی ان کی اطاعت کرتے ہیں " (۳۹)

"اے اگنی ! ہم تمہارے تینوں روپوں کو جانتے ہیں جہاں جہاں تمہارا ٹھکانہ ہے ان مقامات کو

بھی ہم جانتے ہیں تمہارے انتہائی خفیہ نام اور تمہارے پیدا ہونے کے مقام کو بھی جانتے ہیں تم جہاں سے آئے ہو یہ بھی ہم جانتے ہیں " (۴۰)

سام وید میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بابت ایک بشارت میں آپ کا ذکر اس طرح کیا گیا ہے۔

" وہ ہر مقدس رسم کا مربی' رعد والا (یعنی بارعب) نہایت تعریف کیا گیا' (آپ کے اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہی معنی ہیں) اندر یعنی صاحب اقبال' رسموں کو توڑنے والا جوان' عقیل' بے اندازہ قوت کا حامل' پتھر رکھنے والا (حجر اسود نصب کرنے کی طرف اشارہ ہے) اور گڑھے کو کھودنے والا (واقعہ خندق کی طرف اشارہ)"

یہ پیشگوئی سام وید حصہ دوم باب پنجم فصل اول میں پاٹھک ۲۰ صفحہ ۲۳۵ پر مرقوم ہے جس کا ترجمہ بابو پیارے لال زمیندار پروٹھا نے کیا اور جو ودیا ساگر پریس پروٹھا علی گڑھ سے ۱۸۹۷ء میں چھپا۔ جبکہ ہندوؤں کی مشہور کتاب کلکی پران کے بارھویں باب میں لکھا ہے کہ:

" جگت گرو' وشنو بھگت (عبداللہ) اور سومتی (آمنہ) سے پیدا ہو گا۔اس کی پیدائش بارہ بیساکھ پیر کے دن سورج نکلنے سے دو گھڑی بعد ہو گی (مکہ اور دھلی میں طلوع سحر میں دو گھنٹے کا فرق ہے) اس کا پتا اس کے پیدا ہونے سے پہلے پرلوک سدھار جائے گا اس کی ماتا بھی بعد میں فوت ہو جائے گی جگت گرو کی سلمل دیپ کی شہزادی سے شادی ہو گی ۔ شادی کے موقع پر اس کا ایک چچا اور (رشتے کے) تین بھائی موجود ہوں گے ۔ ایک غار میں پرسرام (جبریل) اسے تعلیم دے گا' اور جس وقت سلمل دیپ میں اپنے شہر سمبالا (شمبھل) میں آئے گا وہ اپنی تعلیم کا پرچار شروع کر دے گا جس پر اس کے عزیز و اقارب سخت ناراض ہوں گے ۔ ان کی طرف سے دیئے گئے مصائب سے تنگ آکر وہ شمالی پہاڑیوں کی طرف جائے گا کچھ عرصہ بعد اس شہر میں وہ تلوار لے کر آئے گا اور تمام ملک فتح کرے گا' جگت گرو کے پاس ایک گھوڑا ہو گا جس میں بجلی سے زیادہ پھرتی ہو گی جس پر سوار ہو کر وہ زمین اور سات آسمانوں کی سیر کرے گا" (واقعہ معراج کی

طرف اشارہ ہے)

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ قدیم جغرافیہ دانوں نے تمام دنیا کو سات حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا' ان کے مطابق شالمل دیپ موجودہ عرب دنیا پر محیط تھا۔

بعض محققین کا کہنا ہے کہ رگ وید میں سولہ مرتبہ' یجروید میں دس بار' اتھرو وید میں چار جگہ اور سام وید میں ایک مقام پر آپ کا نراشس (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نام سے ذکر ہے۔ گویا ویدوں میں ۳۱ مقامات پر نراشس محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے نام سے آپ کا تذکرہ ہے اور پنڈت امرناتھ پانڈے جو کہ اہل اسرار میں سے ہیں' اور جنہوں نے عربی حروف تہجی پر ریسرچ کی ان کا کہنا ہے کہ ہندو تیس بار انکار کرتا ہے' اکتیسویں بار نہیں کرے گا۔ ان کے نزدیک عربی کے حروف تہجی بھی اکتیس ہیں اور سورہ رحمان میں ۳۱ مرتبہ ہی رب کریم نے اپنی نعمتیں گنانے کے بعد یہ سوال دھرایا ہے "پس تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے" (۴۱)

ہندو مت میں ویدوں کے بعد اپن شدوں کا مقام ہے جو ہندو عقیدے کے مطابق ان رشیوں کی تعلیمات کا خزینہ ہیں جنہوں نے سب کچھ سیکھ لیا تھا' اور ہر چھوٹے بڑے بھید کو کھول چکے تھے (۴۲) اپن شدوں کے بعد پران آتے ہیں جنہیں قدیم ادوار میں ویدوں کا سا احترام و تقدس حاصل تھا' اور آج بھی ہندوؤں کی بھاری اکثریت انہیں الہامی ویدوں کی تفسیریں قرار دیتی ہے جو ویدوں کے برعکس عام فہم ہیں مہارشی ویاس' جنہیں ہندوؤں میں ایک مہارشی (عظیم بزرگ) اور بھگت کا اعلیٰ مقام حاصل ہے۔ انہوں نے پرانوں کو اٹھارہ ضخیم جلدوں میں مدون کیا تھا۔ ان میں سب سے اہم بھوشیہ پران ہے جو آنے والے ادوار کے بارے میں پیش گوئیوں پر مشتمل ہے۔ اس میں رشی ویاس سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت پیش گوئی کا ذکر کرتے ہوئے اپنی عقیدت کا اظہار نہایت عجز سے کرتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے:

"غیر زبان اور ملک کا (ملیچھ) معلم روحانی (اچارپین سنوحہ) اپنے صحابہ کے ساتھ آئے گا۔ اس کا نام (محامد اتی کھیاتہ) محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو گا۔ راجہ ہند اس مہادیو (ملائک سیرت)

کو جو مرستھل (ریگزار یعنی ملک عرب کا رہنے والا) ہو گا تمام گناہوں سے پاک ٹھہرا کر دلی عقیدت و ارادت سے ان کی تعظیم کرتے ہوئے عرض کرے گا اے پاربتی کے (ناتھ) مالک فخر نسل انسانی مرستھل و نواسے (ریگزار یعنی عرب کے باسی) شیطان کو مغلوب کرنے والے جو ہر قسم کے دشمنوں سے اللہ کی حفاظت میں ہے' اے سراپا پاکیزگی و تقدس' اے ہستی مطلق اور سرور کامل کے مظہراتم میں تمہارا غلام اور تمہارے قدموں کی خاک ہوں" (۴۳)

" فرشتہ سیرت قاصد نے راجہ کو بتایا کہ " تمہارا آریہ دھرم تمام مذاہب پر غالب آنے کے لئے بنایا گیا تھا لیکن اب میں ایشور پرتما کے حکم سے گوشت خوروں کے قوی تر مذہب کو نافذ کروں گا میرا (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا) ماننے والا خدا کا مقرب بندہ مختون چوٹی نہ رکھنے والا داڑھی رکھنے والا انقلاب برپا کرنے والا اذان دینے والا اور تمام پاک جانوروں کو کھانے والا ہو گا انہیں (میرے ماننے والوں کو) مقدس جھاڑیوں سے پاک کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی بلکہ انہیں جہاد پاک کرے گا ۔ لادین اقوام سے لڑائیوں کی وجہ سے انہیں ملیچھ (اجنبی مذہب کے ماننے والے یعنی مسلمان) کہا جائے گا میں ہی اس گوشت خور قوم کا منبع و سرچشمہ ہوں"(۴۴)

ویدوں پرانوں اور اپنشدوں کے بعد " سمرتیاں " بھی ہندوؤں کی مقدس کتب میں شمار ہوتی ہیں ۔ بعض محققین کا دعویٰ ہے کہ الوپ اپن شد میں دو جگہ صاف الفاظ میں محمد رسول اللہ لکھا ہے اور آٹھ سو سال قبل دکن کے ہندوؤں کے سردار بسو یشور نے دم آخریں کلمہ پڑھا اسی طرح ہندوؤں کی مسلمہ کتاب " شرن لیلا امرت " کے صفحہ ۲۰۹ پر کلمہ مرقوم ہے اور یہ کتاب دکن کے شیو اچاری مٹھوں میں آج بھی موجود ہے (۴۵) ۔ ایک سمرتی میں کلکی اوتار (یعنی دنیا کے سب سے بڑے اوتار) کی جائے پیدائش کی نشانی یہ بتائی گئی ہے کہ اس ملک میں دست آور پتی (سناء مکی) بہت ہوتی ہے اور پہاڑ زیادہ تر بے گیاہ ہیں اور وہ جزیہ بصورت دیگر جہاد کا داعی ہو گا اور ایک دفعہ (معراج پر) خدا کے پاس جائے گا (۴۶) ۔ مہا بھارت اور رامائن کو بھی ہندوؤں کے نزدیک " مقدس کتاب " کی اہمیت حاصل ہے ۔ اور مہا بھارت میں بھی بعض مقامات پر آپ

کا تذکرہ ملتا ہے ایک جگہ درج ہے "کل یگ میں کلکی اوتار پیدا ہو گا" (۴۷) اور کل یگ سے مراد وہی زمانہ ہے جسے قرآن کی زبان میں ظھر الفساد فی البر والبحر سے تعبیر کیا گیا ہے اور جگت گرو کے مصنف کے مطابق اپاشک منی نے یہ پیشگوئی کرشن جی کی زبانی سنی تھی اور اس کے مطابق حضرت محمدؐ کی بعثت سری کرشن کے ٹھیک ۳۶۵۸ سال بعد ہوئی (۴۸) جو کل یگ کا نقطہ آغاز ہے رامائن میں گوشائین تلسی داس ویدوں اور پرانوں کے حوالے سے کہتا ہے۔

دیس عرب بھیر کتا سہائے! سوتھل بھوم کت سنو کوک رائے
سمجھو مت ناکر ہوئی!! سندرم اویس تتھہ سوئی!!
سمت بکرم کی دو رانگا!! مہا کوک تس پہتر تنگا!!
راج نیت بھو پریت دیکھا دے آئین مت سب کو سمجھا دے
جتو سندرم شت جاری! تنگی بنس ہوئی بھو بھاری
جب سنگرام کا دین ہو دے بنا محمدؐ نیا پار نہ ہو دے (۴۹)

یعنی دیس عرب میں ساتویں صدی بکری میں ایسا ستارہ پیدا ہو گا جو چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن ہو گا۔ اپنا عقیدہ سب کو سمجھائے گا۔ اس کے چار خلفاء ہوں گے اور اس کی امت کا بڑا رعب ہو گا' جب وہ دین جاری ہو جائے گا جس میں جہاد کی اجازت ہو گی تو کسی کو محمدؐ کے بغیر نجات نہ ملے گی"

ویدک دھرم کی مقدس کتب کی ان بشارتوں سے اگرچہ آریہ سماجی گزشتہ ایک صدی سے مختلف حیلے بہانے جان چھڑانا چاہتے ہیں اور ان کتابوں کے نئے نئے ایڈیشن لا رہے ہیں تاکہ انہیں حذف کیا جا سکے۔ لیکن سناتن دھرمی ہندو' جو آج بھی اکثریت میں ہیں ان تحریروں کو جوں کی توں مانتے اور ان پر ایمان رکھتے ہیں۔ البتہ ان میں بعض کی توجیہات مختلف ہیں جب کہ بعض با بصیرت ہندوؤں کا عقیدہ ہے کہ "گیتا وید" پرانوں کی تحقیق کے مطابق جس طرح محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مسلمانوں کے آخری نبی ہیں' اسی طرح ہندوؤں کے آخری اوتار بھی تھے" (۵۰)

بدھ مت

ویدک دھرم کے علاوہ بدھ مت برصغیر کا دوسرا قدیم ترین مذہب ہے۔ اس کے اولین مبلغ

سدھارتا المعروف گوتم بدھ تھے ۔ جن کا سن وفات ۴۸۰ ق۔م بتایا جاتا ہے ۔ بدھی تعلیمات کے مجموعے "سترا ٹپکا" "ونایا ٹپکا" اور "دھرم ٹپکا" ان کی موت کے تقریباً" اٹھائیس سے پچاس سال بعد مرتب کیئے گئے ۔ تاہم محققین کا کہنا ہے کہ بدھ کی تعلیمات میں بھی آنحضرتؐ کے بارے میں بشارتیں اور پیشگوئیاں موجود ہیں 'بدھ مت میں "بدھا" پیغمبر کے ہم معنی ہے 'گوتم بدھ نے اپنے چیلے نندا کو مخاطب کرکے بتایا تھا کہ " میں نہ پہلا بدھا ہوں اور نہ آخری بدھا ہوں ' اپنے وقت پر دنیا میں آخری بدھا آئے گا جو پوتر 'سندر' ہردے والا 'کرم کار 'بے مثال اور مکمل نظریہ حیات کا پرچار کرے گا 'اور وہ " میتریا" کے نام سے معروف ہو گا"(۵۱)

" میتریا" سنسکرت کا لفظ ہے اور اس کے لغوی معنی دوستی ' خیر خواہی ' رحم والا ' محبت والا ' ہمدردی والا ' شفیق و رحیم کے ہیں اور محققین نے بدھی تعلیمات میں " میتریا" کے بتائے گئے اوصاف و خصائل کی روشنی میں یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ میتریا سے مراد آنحضرتؐ کی ذات ہے (۵۲)

ویدک دھرم اور بدھ مت کی انہی تعلیمات کا نتیجہ تھا کہ راست طبیعت ہندوؤں اور بدھ پیروؤں نے ہمیشہ پیغمبر اسلامؐ کا احترام کیا اور یہاں متعصب ہندوؤں اور لالچی پروہتوں نے مختلف ادوار میں اسلام اور پیغمبر اسلامؐ کی شان میں گستاخیاں کیں اور اپنی مقدس کتابوں کی بشارتوں کو اپنا مخصوص رنگ دینے کی کوشش کی وہاں صداقت پرستوں نے سکھ مت کے بانی گورو نانک کی طرح برملا اس بات کا اظہار کیا کہ :

کیتے نور محمدیؐ ڈٹھے نبی رسولؐ
نانک قدرت دیکھ کے خودی گئی سب بھول

(میں نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے کئی نبی پیدا ہوتے ہوئے دیکھے خدائے تعالیٰ کی یہ قدرت دیکھ کر میری تمام خودی جاتی رہی)

اٹھے پہر بھواند پھرے کھاوں سنڈرے رسول
دو جگ پوندا کیوں نہ رہے جان چت نہوندے رسول (۵۳)

(یعنی جس کے دل میں رسول کی محبت نہیں وہ دوزخ کی آگ سے نجات حاصل نہیں کر سکتا)

اسی طرح آج سے تقریباً" پانچ سو سال قبل ہمنا آباد گلبرگہ کے بزرگ نانک پربھو نے دو ٹوک

الفاظ میں اعلان کیا :

نانک سگ ہے نبی کے درکار باندھ لیا گلے میں تاگا
تاگا ہے میرے رب کے ہاتھ جدھر انچا ادھر بھاگا (۵۴)

اورنگ زیب عالمگیر کے عہد کے ایک معروف ہندو بزرگ سوامی پران ناتھ کی تعلیمات اور تحریروں پر مبنی کتاب کچھ عرصہ قبل " قلزم سروپ " کے نام سے چھپی ہے اس میں کئی شعر سرور کائناتؐ کی مدحت میں ہیں ' اس کتاب کا بڑا حصہ ہندی میں ہے لیکن کہیں کہیں عربی و فارسی کے الفاظ بھی ملتے ہیں دو شعر ملاحظہ فرمایئے ۔

پرتاپ بڑا محمدؐ ناں جن دیا سبھوں کو سکھ
چودہ طبق کی دنیا کے دور کیئے سب دکھ

(محمدؐ کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے کہ انہوں نے سب کو خوشیاں دیں اور چودہ طبقوں کے تمام دکھ دور کر دیئے)

بڑے بڑے گیانی منی !! پر پایا نہ کہوں براد
کتھ کتھ سب خالی گئے بنا ایک محمدؐ (۵۵)

ترجمہ :۔ (بڑے بڑے فاضلوں اور دانشمندوں نے کوشش کی مگر کوئی بھی سچ تک نہ پہنچ سکا ان کی تمام باتیں حضرت محمدؐ کے بغیر بے کار محض اور بے معنی ہیں)

برصغیر میں سیرت نگاری کی ابتدا

یہاں یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ برصغیر ہندو پاک میں سیرت نگاری کا آغاز آٹھویں صدی ہجری میں حدیث اور مغازی کی کتابوں سے ہوا جو عربی و فارسی میں لکھی گئی تھیں لیکن کتابیں لکھنے کی رفتار بہت سست تھی البتہ دسویں صدی ہجری میں عربی و فارسی کے علاوہ بنگلہ زبان میں ایسی کتابیں لکھی گئیں جو سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متعلق ہیں۔ گیارہویں صدی ہجری میں یہ سلسلہ خاصا آگے بڑھا لیکن دیسی زبان اردو میں سیرت نگاری کا آغاز انیسویں صدی کے ساتھ ہوا ' جس کا نصف اول زیادہ تر عربی و فارسی کتب سیرت کے تراجم تک محدود رہا البتہ اس صدی کے نصف آخر میں نثری مولود ناموں پر زیادہ توجہ دی گئی اور سیرت کی کچھ روایتی کتابیں بھی

لکھی گئیں (۵۶) ایسی زیادہ تر کتابوں کا جذبہ محرکہ عیسائی مشنریوں کی ان تحریروں کا توڑ کرنا تھا' جو وہ مسلمانوں کو تبدیلئی مذہب پر آمادہ کرنے کے لئے لکھتے تھے اور جن میں لوگوں کے دلوں میں شکوک و شبہات پیدا کرنے کے لئے اسلام اور بانی اسلامؐ پر رکیک حملے کئے جاتے تھے لیکن بیسویں صدی کے ساتھ ہی اردو سیرت نگاری کے عہد زریں کا آغاز ہو گیا کہ اس کے بعد سیرت نگاری نے باقاعدہ ایک تحقیقی فن کی صورت اختیار کر لی' اس کے لئے جذبہ محرکہ یہاں ایک طرف مسلمانوں کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے والہانہ عشق تھا تو دوسری طرف تاج برطانیہ کے زیر سرپرستی عیسائی مشنریوں کے اسلام اوربانی اسلامؐ پر جارحانہ حملوں کا رد اور ہندو احیاء پرستی کی شدھی سنگھٹن اور آریہ سماج کی تحریک کا توڑ تھا آریہ ساجیوں کی شرانگیز تحریروں اور مذموم سرگرمیوں نے برصغیر میں ہندو مسلم اتحاد کو پارہ پارہ کر دیا تھا اور پورے پاک و ہند میں ہنگاموں اور قتل و غارت گری کی جو بہار آگئی تھی اس نے بعض انصاف پسند اور غیر متعصب غیر مسلموں کو بھی صداقت کے اظہار پر مجبور کر دیا اور انہوں نے روا داری اور ہمدردی کے جذبے کے تحت یا بر بنائے عقیدت یا بر بنائے مصلحت سیرت سرور کائناتؐ پر غیر متعصبانہ ' بے غرضانہ اور عالمانہ تحریریں لکھیں ان میں سے بعض کا انداز بیاں تو اتنا مخلصانہ اور والہانہ تھا کہ ان پر مسلمانوں کی تحریریں ہونے کا گمان گزرتا تھا ایسے ہندی غیر مسلموں کی لکھی گئی کتب سیرت میں "حضرت محمدؐ صاحب بانی اسلام" از شردھے پرکاش دیو جی مطبوعہ (۱۹۰۷ء) رسول عربی از جی ایس دارا (مطبوعہ ۱۹۲۴ء) عرب کا چاند از سوامی لکشمن پرشاد جی (مطبوعہ ۱۹۳۴ یا "حضرت محمدؐ اور اسلام" از پنڈت سندر لال "حضرت محمد اور اسلام" از بابو کنج لال ایم اے "پیغمبر اسلام" از رگھو ناتھ سہائے "وحدانیت کا متوالہ" از ڈاکٹر یدھ ویر سنگھ "چار مینار" از گوبند رام سیٹھی شاد (مطبوعہ ۱۹۴۳ء) "حضرت محمد صاحب کی سوانح عمری" از پروفیسر لاجپت رائے نیر اور " انتم رشی اور محمدؐ" از پنڈت وید پرکاش اپادھیائے "مسلمان اور ان کے نبی کی تعلیم" از سردار رام سنگھ گیانی وغیرہ کے نام لئے جا سکتے ہیں ' ہندوؤں اور سکھوں نے اخبارات و رسائل میں بھی بے شمار مضامین لکھے جن میں آنحضرتؐ کی سوانح اور سیرت و کردار پر روشنی ڈالی گئی اور ایسے مضامین بعد ازاں کتابی شکل میں بھی شائع ہوئے جن سے اس غیر معمولی ارادت و محبت کا اظہار ہوتا ہے جو ان شریف النفس غیر مسلموں کو انحضرتؐ کی ذات بابرکات سے تھی بلکہ "بعض مقامات ایسے ہیں

کہ خود ہمیں غیر مسلم حضرات کے مطالعہ کی گہرائی اور فہم کے خلوص پر تعجب ہوتا ہے " (۵۷)
مضامین کے ایسے مجموعوں میں " جگت گرو" مرتبہ سید سرور شاہ گیلانی مطبوعہ دفتر اشاعت سیرت لاہور (۱۹۳۸ء) میں آٹھ ہندو زعماء گاندھی ' ٹیگور ' سروجنی نائیڈو ' سادھو ٹی ایل واسوانی' لالہ کنور سین سابق چیف جج جموں و کشمیر' لالہ رام چند ایڈووکیٹ ' پنڈت گوپال کرشن ایڈیٹر بھارت سماچار راجہ رادھا پرشاد سنہا اور بی ایس کشالیہ کے مضامین اور نذرانہ ہائے عقیدت شامل ہیں ' بی ایس کشالیہ کے مضمون کا عنوان ہی " روح محمد سے معافی " ہے۔ اسی ادارہ نے ۱۹۳۷ء میں چوہدری چھوٹو رام کی ایک تقریر " پیغمبر اسلام " کے نام سے چھاپی تھی جب کہ " کلنکی اوتار" کے نام سے ایک کتابچہ میں کتب ہنود سے بعثت محمدیؐ کے بین ثبوت نقل کئے ۔ سیرت کمیٹی ہی نے " جگت مہارشی " کے نام سے ۱۹۳۴ء میں بھی ہندو دانشوروں کے آٹھ لیکچروں کا مجموعہ چھاپا جو دراصل ماہنامہ ایمان کا سیرت نمبر تھا ' رسالہ مولوی کا ربیع الاول ۱۳۵۲ھ کا شمارہ سیرت نمبر کے نام سے شائع ہوا تو اس میں غیر مسلم رہنماؤں اور ادیبوں کے گلہائے عقیدت کو جمع کیا گیا تھا ان میں منشی پریم چند' ڈاکٹر بدھ ویر سنگھ دھلوی ' ڈاکٹر لکشمی دت ایڈیٹر مسافر آگرہ ' سردار رام گیانی امرتسری ' پنڈت رگھبیر دیال انبالوی ' جگل کشور کھنہ دھلی ' لالہ کیسر داس جی ' سوامی را مانند جی سنیاسی ' لالہ دیش بندھو جی گپتا ڈائریکٹر تیج دھلی ' (۵۷) لالہ شیو نرائن بھٹناگر ایڈیٹر روزنامہ وطن جیسے ہندو دانشوروں کے خصوصی مضامین شامل تھے اس قسم کا ایک مجموعہ مضامین ادارہ نئی راہ بمبئی نے "پیغمبر اسلام غیر مسلموں کی نظر میں" زیر ادارت ظل عباس عباسی ۱۹۵۴ء میں شائع کیا اس میں ڈاکٹر لکشمی دت کا مضمون "عرب کا مہمان آتما" ڈاکٹر شنکر داس مہر کا "پیغمبر اسلام اور ان کی نئی راہ" لالہ رام لال ورما ایڈیٹر تیج دہلی کا "حضرت محمد کی تعلیم جمہوریت اور اخوت" پنڈت چمپوپتی ایم اے کا " ہمالیہ کی برفانی چوٹیوں سے عرب کے ریتلے ٹیلوں تک" غیر مطبوعہ مضامین کے علاوہ کئی دوسرے ہندو اکابر کے مطبوعہ مضامین اور بھارت کے ہندو زعماء کے پیغامات شامل تھے۔
ایک ایسا ہی مجموعہ بشیر احمد سید نے " سرور کونین ۔ اغیار کی نظر میں " کتاب مرکز گوجرانوالہ سے ۱۹۷۲ء میں شائع کی دو سو صفحات پر مشتمل اس مجموعہ نظم و نثر میں رانا بھگوان داس بھگوان کے تین مضامین بعنوان "رسول اللہؐ کی مکمل زندگی کے اخلاق حسنہ" رسول اللہؐ کا نظام سلطنت " اور " رسول اللہؐ کی بہترین سیاست " اور مالک رام کا مضمون " لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" سمیت

ایک درجن سے زائد ہندو و سکھ مضمون نگاروں کے نثرپاروں اور ۳۸ منظوم گلہائے عقیدت شامل ہیں ' ایک مجموعہ مولانا محمد حنیف یزدانی نے " محمد رسول اللہ غیر مسلموں کی نظر میں" کے نام سے مکتبہ نذیر لاہور سے ۱۹۷۹ء میں شائع کیا اسی طرح طالب حسین کرپالوی کی لکھی ہوئی "سیرت النبیؐ " کی جلد چہارم ہندو اور سکھ بزرگوں کی منظومات نثرپاروں اور اقتباسات پر مشتمل ہے یہ کتاب ۱۹۹۱ء میں اسلام آباد سے چھپی ہے اور ۲۵۴ صفحات پر ہے 'گو ہم ان ہندو مضمون نگاروں سے اپنے عقائد کی صحیح ترجمانی نہ کرنے پر بعض مقامات پر اختلاف کرتے ہیں لیکن ان میں سے بعض نثرپارے یقیناً ایسے ہیں جن میں غیر مسلم مضمون نگاروں نے حقیقی واقعات کی روشنی میں آنحضرتؐ کے بارے میں پھیلائے گئے من گھڑت قصوں کی خوب قلعی کھولی ہے اور حق گوئی و صداقت پسندی کی عمدہ مثالیں قائم کی ہیں۔

آیئے اب ہندو اور سکھ مصنفین کی لکھی ہوئی بعض کتابوں کا جائزہ لیتے ہیں ' جو انہوں نے دیسی زبانوں میں لکھی ہیں کہ ان میں سے بعض تو ایسی ہیں 'کہ بقول مولانا عبدالماجد دریا آبادی " اکثر مقامات پر ایک مسلمان کو بھی اس خلوص نیاز پر رشک آنے لگتا ہے۔ "(۵۸)

عرب کا چاند از سوامی لکشمن پرشاد

" عرب کا چاند " ایک جوانمرگ ہندو ادیب سوامی لکشمن پرشاد (۱۹۱۳ء - ۱۹۳۹ء) کی سیرت طیبہ پر ایک ادبی تحریر ہے جو کتابی سائز کے ۴۳۲ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے اور دو حصوں میں تقسیم ہے پہلا حصہ بعثت سے قبل عرب معاشرہ کے حالات سے حکم ہجرت اور دوسرا حصہ سفر ہجرت سے وصال مبارک کی آخری ساعتوں پر مشتمل ہے یعنی پہلا حصہ مکی زندگی اور دوسرا مدنی زندگی کا تذکرہ ہے اس کا پہلا ایڈیشن مصنف کی زندگی میں ۱۹۳۷ء میں دارالکتب سلیمانی قصبہ روڑی ضلع حصار سے شائع ہوا تھا دوسرا ایڈیشن بھی ۴۳ - ۱۹۴۴ء میں دارالکتب سلیمانی ہی نے شائع کیا جبکہ قیام پاکستان کے بعد مکتبہ تعمیر انسانیت لاہور چھ ایڈیشن چھاپ چکا ہے۔

سوامی لکشمن پرشاد طبی دنیا میں حکیم کرشن کنور کے نام سے معروف ہوئے اور کئی سال

تک ٹوھانہ ضلع حصار سے طبی رسالہ " آب حیات " شائع کرتے رہے لیکن یہ صاحب طرز ادیب جوان سالی ہی میں جب ان کی عمر ۲۶/۲۷ سال تھی ۱۹۳۹ء میں دار فانی سے کوچ کر گئے ۔ گویا مصنف کی یہ کتاب عنفوان شباب کی تخلیق ہے جب طبیعت کی جولانیاں اپنے عروج پر ہوتی ہیں ' کتاب کے ادیبانہ رنگ عربی و فارسی الفاظ سے مرصع شاعرانہ انداز بیان اور عشق رسولؐ میں ڈوبی ہوئی طرز نگارش سے بعض لوگوں نے اول اول اسے کسی ہندو اہل قلم کی تصنیف ماننے کے بجائے دارالکتب سلیمانی کے مالک اور صاحب طرز ادیب حکیم محمد عبداللہ ہی کو اس کا اصل مصنف قرار دینے کی کوشش کی کیونکہ بقول حکیم محمد عبداللہ ان لوگوں کے نزدیک "اردو لکھنے کی ایسی بے پناہ صلاحیت اور حب نبویؐ میں سرشار ایسا ادیبانہ رنگ کسی ہندو کے بس کی بات نہ تھی" (۵۹) اور یہ کہ سوامی لکشمن پرشاد دوسرے غیر مسلم سیرت نگاروں کے برعکس "کچھ اس انداز عاشقانہ سے عالم وارفتگی میں حب نبوی میں سرشار ہو کر قلم کو تھامتا ہے تو دنیا و مافیہا سے غافل ہو کر سیرت مصطفیؐ کی وادی میں سرپٹ دوڑتا چلا جاتا ہے اور سر راہ کوئی شے مانع نہیں بنتی ۔" اللہ پر اس کا ایمان حضرت محمد کو رسول اللہؐ مانتا ہے اور جگہ جگہ فداہ امی و ابی و روحی الفا" الفا" لکھتا ہے ۔ (۶۰)

حکیم عبداللہ مزید لکھتے ہیں کہ "سوامی لکشمن پرشاد اپنے رویوں میں حق گو' جرات مند اور باضمیر تھا جب اس کے ایک ہندو دوست نے اسے سوامی دیانند کی سوانح عمری لکھنے کے عوض بھاری رقم دینے کی پیش کش کی تو سوامی لکشمن نے یہ کہہ کر اس پیشکش کو ٹھکرا دیا کہ وہ سوامی دیانند کو اس قابل نہیں سمجھتا" (۶۱)

گویا وہ ایمان بالقلب کی حد سے گذر چکے تھے اور زندہ رہتے تو "تصدیق باللسان" کی حد تک بھی آجاتے ہمارے اس تاثر کی تصدیق کتاب کے شروع میں سوامی لکشمن کے دیباچہ سے بھی ہوتی ہے۔

دیباچہ کا عنوان انھوں نے "سخن ہائے گفتنی" رکھا ہے اور اس میں جگہ جگہ اسلامی تعلیمات کی تصدیق کرتے ہیں اور سرور کائناتؐ کی سیرت مقدسہ پر قلم اٹھانے کا سبب بھی یہی بتاتے ہیں کہ انھوں نے " جہالت کی شب تاریک میں علم و عرفان کی ضیاء پاشیوں سے روشنی پھیلائی اور اپنے اصول کے مذبح پر اپنی زندگی کے تمام عیش و عشرت کو قربان کر دیا" (۶۲) اور اسی

حوالے سے وہ دنیائے انسانیت کے رہنماؤں اور جلیل القدر پیغمبروں میں حضرت محمد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سر فہرست رکھتے ہیں اور اس "انتخاب" کے معترضین ان کے نزدیک "متعصب اور تنگ نظر" ہیں ان کے نزدیک "دوسرے تمام پیغمبروں اور رہنماؤں کی تعلیمات صرف اپنے اپنے دور میں درست اور قابل عمل تھیں" (۶۳) جبکہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات اطہر اور بیش بہا بصیرت افروز تعلیمات و تلقینات کی "چمک تا قیام قیامت کبھی کم نہ ہوگی" اور آج کے دور میں ان کی "اشاعت و تبلیغ کی اشد ضرورت ہے" (۶۴) کہ ان کا اسوہ حسنہ مینارہ نور ہے، ان کا یہی احساس اس کتاب کی تصنیف و تالیف کا جذبہ محرکہ تھا۔ "یہ کتاب نہ کسی مسلمان دوست کی خوشنودی کے لئے لکھی اور نہ ہی اپنے ہم مذہبوں اور دوسرے غیر مسلموں کو چڑانے کے لئے بلکہ یہ ان کے ضمیر کی آواز ہے اور ان کے اپنے الفاظ میں "ضمیر کی آواز کو میں وہ گوہر نایاب سمجھتا ہوں جسے میں کسی قیمت پر بھی فروخت کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں"۔(۶۵)

سوامی لکشمن پرشاد کے مطابق وہ مئی ۱۹۲۹ء میں یہ کتاب لکھنے کا ارادہ کر چکے تھے اور اس عزم کے اظہار پر حکیم محمد عبداللہ نے انہیں ہدیہ تہنیت پیش کیا تھا لیکن چار سال تک "نامساعد اور ناموافق حالات" اور بیماری کے باعث وہ اس پر قلم نہ اٹھا سکے آخر حکیم محمد عبداللہ کے اصرار نے ان کے "شعلہ عزم" کو بجھنے نہ دیا اور بالا آخر یہ کتاب ۱۹۳۳ء میں منصہ شہود پر آئی۔

سوامی لکشمن پرشاد نے اگرچہ لکھا ہے کہ "موجودہ صورت میں یہ کتاب نہ گلہائے ادب کا کوئی دل پذیر گلدستہ ہے اور نہ تاریخی حقائق کا کوئی بصیرت افروز مجموعہ" (۶۶) مگر حقیقت یہ ہے کہ "یہ کتاب ادبی اعتبار سے بھی اپنا مخصوص مقام رکھتی ہے اور تاریخی حقائق کے بیان میں بھی عام طور پر امہات کتب تاریخ و سیر سے انحراف نہیں کرتی مصنف کے مطابق وہ "کتاب کے نفس مضمون میں نہ کسی کا شرمندہ اصلاح ہے اور نہ شرمندہ صلاح "اور اس نے" جو کچھ لکھا ہے اپنی تحقیق و تدقیق سے لکھا ہے" (۶۷) حیرت انگیز بات یہ ہے کہ زبان میں دلاویزی اور اسلوب کی رنگ آمیزی کے باوجود مصنف نے بیشتر واقعات کو مستند روایات کی بنیاد پر بیان کیا ہے۔ سوامی جی "گلہائے ادب" کے اس "دل پذیر گلدستہ" کو "حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنے عشق جنون نواز کی دل افروز داستان کا ایک پھٹا ہوا ورق" (۶۸) قرار دیتے ہیں اور بلاشبہ اس

جواں مرگ ہندو ادیب کی لکھی کتاب سیرت کی سطر سطر عشق رسول میں ڈوبی ہوئی ہے ' جو اپنے طرز نگارش اور جوش و وارفتگی کے حوالے سے ایک عاشق محب رسول کی " داستان سوختہ دلی ہے"۔

ڈاکٹر انور محمود خالد نے بالکل بجا لکھا ہے کہ " عرب کا چاند " زبان کی پختگی ' عبارت کی چستی ' تشبیہ و استعارے کی فراوانی ' تخیل کی بلندی اور اسلوب کی دل آویزی کے اعتبار سے اپنی مثال آپ ہے مصنف نے جوادبی اسلوب کتاب کے شروع میں اختیار کیا ہے اسے اختتام تک نبھایا ہے اور زبان پر کہیں اپنی گرفت ڈھیلی نہیں ہونے دی"۔ (۶۹)

سوامی لکشمن کے " نغمہائے گفتنی " سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس کتاب کا نام انہوں نے "یثرب کا چاند" تجویز کیا تھا لیکن جب زیور طباعت سے آراستہ ہوئی تو اس کا نام "عرب کا چاند" قرار پا چکا تھا ' بعض حوالجاتی کتب میں سوامی جی کی ایک اور کتاب "کفر شکن پیکر جمال" کا حوالہ بھی ملتا ہے ' جو ۱۹۳۷ء میں دارالکتب سلیمانی ہی سے شائع ہوئی۔ اس کے صفحات ۲۴ تھے ایسا لگتا ہے کہ یہ کوئی الگ کتاب نہ تھی بلکہ زیر نظر کتاب ہی کا ایک حصہ تھا جسے الگ ٹریکٹ کی صورت میں چھاپا گیا ہو گا کیونکہ اس عنوان سے کچھ صفحات زیر نظر کتاب میں بھی موجود ہیں۔

سوامی لکشمن پرشاد کے بارے میں حکیم محمد عبداللہ نے بالکل بجا لکھا ہے کہ "سیرت مبارکہ کے جن مسائل پر ہمارے علمائے دین بھی کھل کر اظہار خیال کرنے سے کتراتے ہیں ان کا ذکر کرنے میں یہ ہندو نوجوان نہ صرف گھبراتا نہیں بلکہ انہیں جوں کا توں تسلیم کرتا ہے وہ خود لکھتا ہے"۔

"بہت ممکن ہے کہ بہت سے سائنس زدہ لوگ ان حیرت خیز اور استعجاب انگیز واقعات کی تہہ میں کوئی حقیقت نہ دیکھ سکیں بلکہ انہیں افسانہ قیس یا داستان پری اور عقیدت مند دماغوں کے رنگین تخیل کے سوا کسی اور چیز سے تعبیر نہ کریں ـ ـ ـ ـ ـ مگر حیات محمدی کے واقعات تاریخی واقعات ہیں اور ان کو اسی نظر احترام سے دیکھا جائے ـ ـ ـ ـ ـ ـ ان کی تہہ میں صداقت موجود ہے اور ان سے انکار نہیں کیا جا سکتا"۔ (۷۰)

مختصر یہ کہ سوامی لکشمن جی کی یہ کتاب نہ صرف رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات سے ان کے والہانہ عشق کی ایک زندہ جاوید شہادت ہے بلکہ برصغیر پاک و ہند میں سیرت

رسولؐ پر قلم اٹھانے والے منصف مزاج غیر مسلموں کی تصانیف اور تحریروں میں بہت بلند مقام اور بلند آہنگ ہے ان کے عربی اور فارسی آمیز اسلوب نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ زبان کسی کی میراث نہیں ہوتی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ انہوں نے رنگینی عبارت کے شوق میں حقائق کو مسخ نہیں ہونے دیا بلکہ یہ کتاب تاریخ و ادب کا ایک دلفریب مرقع ہے ملاحظہ فرمایئے چند اقتباسات :

"تاریخی واقعات سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح آشکارا ہے کہ دنیا کے رہبر اعظم حضور انورؐ کا بھولے پن کا زمانہ بھی ایسے طفلانہ افعال و اعمال سے یکسر تہی دامن ہے جو عوام سے اس عمر میں سر زد ہوتے ہیں اس بے فکری کے زمانہ میں بھی آپ کی غور و فکر کی قوتیں ایک ستارہ درخشاں کی طرح جو دور افق پر بادلوں میں سے چمک رہا ہو کبھی کبھی اپنا جلوہ طلعت افروز دکھا کر آپ کے تعلق میں آنے والے لوگوں کے دلوں میں ایک روشنی پیدا کر جاتی تھیں اور آپ کا شباب اس نرم رو دریا کی طرح تھا جس میں کوئی طلاطم خیز موج اٹھ کر ساحل کو فرسودہ نہیں بناتی جس میں نہ کبھی کوئی ایسی طغیانی آتی ہے جو اسکے راستہ کو بدل کر رکھ دے جذبات کے تموج اور امنگوں کی محشر خیزی کا یہ زمانہ اخلاق کے اعلیٰ ترین اصولوں سے آپ نے محصور کر لیا تھا۔"(۷۱)

"ایک حقیقی مصلح قوم کی تمام و کمال زندگی اپنی قوم کے تمام رسوم و رواج ' عادات و اطوار اور طرز و طریق کے خلاف ایک زبردست صدائے احتجاج ہوتی ہے اور اس نئی زندگی کی جسے وہ قوم کے افسردہ اور مردہ تن میں پھونکنا چاہتا ہے ایک کامل و اکمل تفسیر وہ خود ہوتا ہے وہ قوم کو جس شاہراہ ترقی پر گامزن دیکھنا چاہتا ہے۔ پہلے خود اس پر سب سے آگے آگے چلتا ہے پس حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا اپنے منہ بولے بیٹے کی طلاق شدہ بیوی سے شادی کرنا کسی صورت میں خلاف اخلاق قرار نہیں دیا جا سکتا مصلحت وقت اور ایک نئی راہ و رسم کی داغ بیل ڈالنے کا تقاضا بھی تھا کہ آپ وہی کچھ کرتے جو کچھ آپ نے کیا ہے اس لئے کسی شخص کو جو دیوانہ نہ ہو آپ کے اس عین جائز فعل پر حرف رکھنے کی قطعاً" کوئی گنجائش نہیں " (۷۲)

" یہ سعادت ابدی حضرت عائشہ صدیقہؓ کے حصے میں آئی کہ ان کا حجرہ ایک ایسی نادرہ روزگار ہستی کا مدفن بنا جس کی تمام و کمال زندگی نور سحر کی ایک شعاع تاباں تھی جو خود درخشاں تھی اور جس چیز سے چھو جاتی تھی' اسے بھی درخشاں بنا دیتی تھی آہ مدفن کی وہ مقدس خاک اس کے ذروں کی تابانیاں تاقیام قیامت مہر و ماہ کی درخشانیوں پر بھی خندہ زن رہیں گی" (۷۳)